پر زور دیتا ہے اور تقویٰ انسان کو کسی ایک مذہب کے دائرے سے نکال کر حلقہ انسانیت میں داخل کر دیتا ہے۔ ڈاکٹر فرزانہ ریاض نے نہایت توجہ اور قابلیت سے موضوع کے انتخاب سے لے کر طباعت تک رہنمائی کا فریضہ یوں انجام دیا کہ میں یہ سنگ گراں اٹھانے کے قابل ہو گئی۔ اس مقالے میں موجود خوبیاں ان کے رہین منت ہیں جبکہ اس مقالے کی تمام خامیاں میرے ذمے ہیں۔ میں ان کی رہنمائی اور تعاون کے لیے سپاس گزار ہوں۔ اس سے پہلے ناول میں تصوف کے حوالے سے کچھ کام کیا جا چکا ہے مگر افسانے کے حوالے سے اس موضوع پر کوئی کام نہیں کیا گیا۔ ناول پر کیے گئے کام میں بھی مزید تحقیق کی کافی گنجائش تھی اس لیے میں نے افسانوی ادب کو بطور موضوع چنا۔

یہ مقالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کا پہلا باب ''تصوف کا تعارف: نظریاتی مباحث'' ہے۔ اس باب میں تصوف کے آغاز و ارتقاء اور اس کے لغوی و اصطلاحی مفہوم کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ قران و حدیث کی رو سے تصوف کی حیثیت و ماہیت کا تعین کیا گیا ہے۔ مختلف مذاہب کے تصوف کا جائزہ لینے کے ساتھ تصوف اور صوفی کے بارے میں مختلف صوفیاء، فلاسفہ اور مستشرقین کی آرا سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اسلامی تصوف کے مخصوص خد و خال کا غائر مطالعہ کیا گیا ہے۔ بر صغیر پاک و ہند میں تصوف کی ابتدا اور مختلف صوفیانہ سلاسل کا تعارف بھی کروایا گیا ہے۔

باب دوم کو ''متصوفانہ افکار اور دیگر علوم کا باہمی ربط'' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس باب میں مختلف متصوفانہ افکار جیسا کہ ''فلسفہ وحدت الوجود''، ''فلسفہ وحدت الشہود''، ''تخلیق کائنات''، ''فلسفہ زمان و مکاں''، ''فلسفہ فنا وبقا''، ''وجدانی تجربات''، ''روحانی واردات'' اور تصوف کی مختلف جہات کا جائزہ فلسفہ، سائنسی علوم، طبعیات، بحریات، فلکیات حیاتیات، نباتیات، نفسیات اور ماورائے نفسیات علوم میں ان کے نفوذ اور مماثلت کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔

باب سوم کا عنوان ''افسانوی ادب میں متصوفانہ افکار: قیام پاکستان سے قبل'' ہے۔ اس باب میں افسانوی ادب کی تعریف اور اس کے آغاز و ارتقاء کے متعلق بتایا گیا ہے۔ اس ضمن میں اردو کے ابتدائی نثری سرمائے کے بعد داستان، ناول اور افسانے کی روایت میں متصوفانہ افکار کے اثرات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

مقالے کا چوتھا باب ''افسانوی ادب: متصوفانہ افکار کے تناظر میں (۱۹۴۷ء تا ۱۹۸۰ء)'' پر مشتمل ہے۔ یہ دور زمانی اعتبار سے منتخب ادبا کے نمائندہ فن پاروں کے تجزیے پر مشتمل ہے۔ ان فن پاروں کا مطالعہ کرتے ہوئے بہت سے صوفی کردار، راہ سلوک کے مختلف مراحل و مقامات، روحانی تجربات اور متصوفانہ طرز فکر و عمل واضح کیے گئے ہیں۔

پانچواں باب ''افسانوی ادب: متصوفانہ افکار کے تناظر، (۱۹۸۰ء تا ۲۰۲۳ء)'' پر مشتمل ہے۔ اس میں ان ادبا کے فن پاروں کا جائزہ لیا گیا ہے جو حیات ہیں۔ اس عہد میں علامتیت اور دروں بینی کے رجحانات زیادہ نمایاں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ حقیقت کی تلاش کو منفرد علامات کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔

محاکمہ ان پانچوں ابواب میں پیش کردہ خیالات کا حاصل ہے اور متصوفانہ افکار نے جس طرح افسانوی ادب کو متاثر کیا ہے ان کا فکری جائزہ پیش کرتا ہے، نیز مستقبل میں متصوفانہ ادب کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

حصول علم کے گزشتہ چار سالوں میں مجھے پروفیسر ڈاکٹر فخر الحق نوری، پروفیسر ڈاکٹر خالد سنجرانی، ڈاکٹر سفیر حیدر ڈاکٹر بابر نسیم آسی اور ڈاکٹر الماس خانم جیسے مستند اساتذہ سے کسبِ فیض کا موقع ملا۔ میں ان تمام اساتذہ کی تہہ دل سے ممنون ہوں۔ میں گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی کی لائبریری کے عملے اور خصوصاً چیف لائبریرین جناب محمد نعیم کے تعاون کی بھی شکر گزار ہوں۔

مقالے کی تسوید کے دوران میری پیاری دوست ڈاکٹر کرن الطاف اور طیبہ شہزادی نے ہر لمحہ خلوص دل سے میرا ساتھ دیا۔ ان کا قرض میں ادا نہیں کر پاؤں گی۔ ان چار سالوں میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لیے داخلے سے لے کر اس مقالے کی طباعت تک میرا حوصلہ بڑھانے میں میری امی، شریک حیات احمد حسنین ساجد، لخت جگر زارک حسنین، نور نظر ہاجرہ حسنین اور قرۃ العین زہرا حسنین شامل رہے۔ ان کے تعاون کے بغیر میں کبھی پی ایچ ڈی نہ کر پاتی۔ اور اب ان کا ذکر جو چاہتے تھے کہ میں جلد پی ایچ ڈی کر لوں مگر میری کم ہمتی اور کم عقلی کہ میں ان کی بات سمجھ نہ پائی۔ تایا جی، ابو جی، اور شاہ جی آپ کے جانے کا غم ہر خوشی پر حاوی ہے مگر وہ ابدی رشتہ جو ہماری روحوں میں قائم ہے اسی رشتے کے توسط سے آپ کو نوید ہو کہ میں نے آخر کار پی ایچ ڈی کر لی ہے۔

عفیفہ حسنین